مولانا مہر محمد صاحب۔ نیو ٹاؤن کراچی

قسط ۲

تردید انکار حدیث

تسلسل کیلئے ملاحظہ ہو الحق جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

حدیث و سنّت

قرآن کریم اور اقوال ائمہ کی روشنی میں

حدیث و سنت قرآن کا بیان اور اسکی تشریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی پر اسکی قومی زبان میں اپنا کلام نازل فرمایا اور اوامر و نواہی، مواعظ و امثال انکی قومی زبان میں بیان فرمائے تاکہ وہ قوم کے ہم زبان ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام آسانی سے پہنچا سکے اور مجمل و مبہم مقامات کی تشریح سہل انداز میں کر سکے۔ تاکہ سامعین کو سمجھنے اور تسلیم کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ اور تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ سورۃ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ اس ضابطے کو بیان فرماتے ہیں:

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبیّن لھم ۔ (ابراہیم ع ۱)	ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسکی قوم کی زبان میں (احکام دیکر) بھیجا تاکہ وہ خوب تشریح کرکے بیان کر سکے۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی نبوت و رسالت ایک خاص قوم، ایک علاقہ یا شہر اور ایک خاص وقت تک محدود رہتی تھی۔ قومیت، زمانہ اور مقام کے لحاظ سے عمومیت بالکل نہ تھی۔ اس لئے مذکورہ بالا سنت خداوندی ان کے حق میں تو واضح ہے۔ مگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تینوں جہتوں سے عام ہے۔ بلکہ روئے زمین کے ہر ہر فرد اور قیامت تک آئندہ نسلوں کیلئے پیغام ہدایت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔ (سبا ع ۳)	ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔

نیز لسان صداقت سے اعلان کروا دیا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (اعراف ع ۲۰)	فرما دیجئے اے لوگو کہ بیشک میں تم تمام کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔

اس لئے مذکورہ ارشاد قرآن کریم کے اولین مخاطب یعنی عرب کے لئے بطور مثال بیان فرمایا۔ کہ ہم نے اپنی سنت جاریہ کے مطابق تمہاری طرف بھی تمہاری ہی قومی زبان (عربی) میں ہادیٔ اعظم کو بھیجا ہے۔ تاکہ اختلاف و تغایر زبان کی وجہ سے اس کے سمجھنے میں تمہیں دقت نہ پیش آئے۔ چنانچہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ۔ (شعراء ع ۱۱)	یہ کلام جہانوں کے پروردگار کی جانب سے نازل شدہ ہے۔ حضرت جبریل امین نے آپ کے دل پر اسے اتارا ہے تاکہ آپ عربی فصیح و بلیغ زبان میں ڈرانے والے ہوں۔

جب یہ دین تمام اقوام عالم کیلئے تا قیامت رہبر ہے۔ تو دنیا کی سینکڑوں زبانوں میں جو نزول قرآن کے وقت پیدا ہی نہ ہوئی تھیں قرآن کریم کا نزول متعذر اور بے فائدہ تھا۔ اور ان میں اسکی تشریح و تبیین ناممکن تھی، تو آئیندہ نسلوں کیلئے اسکی حفاظت و تبلیغ تو بدرجہ اولیٰ محال تھی۔ لہذا ایک ایسی عمدہ فصیح و بلیغ اور بین الاقوامی زبان میں اتارا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان اقدس سے اس کے حقائق و معارف اور مبہمات و مجملات کی تفسیر کرا دی جو نزول قرآن کے وقت اپنے عروج پر تھی۔ اور انشاء اللہ اپنے جمیع محاسن سمیت، تا قیامت موجود رہے گی۔ زمانہ کے نشیب و فراز اسے ہرگز ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم اور اسکی تفسیر نبوی نے اپنی اصل زبان کے ساتھ تا قیامت رہنا ہے۔ اور یہ اس وعدہ کے تحت ہے جو رب العزت نے حفاظت قرآن کا فرمایا ہے:

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ (حجر ع ۱)	بیشک ہم ہی نے اس ذکر (قرآن کریم مع تفسیر صحیح) کو نازل فرمایا۔ اور بیشک البتہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

جمہور محدثین اور مفسرین کی تحقیق کے مطابق آپ کے اقوال و ارشادات کی حفاظت بھی اس وعدہ کے تحت ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تبیین و تشریح فرمائی وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق تھی۔ آپ کے اس منصب جلیل کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔ (النحل ع ۶)	ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن کریم) نازل کیا۔ تاکہ آپ کھول کر لوگوں کے سامنے وہ احکام و ارشادات بیان کریں جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں ــــــــ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تبیین القوم (صرف ایک قوم کیلئے بیان) سابقہ انبیاء علیہم السلام کا فریضہ تھا۔

مگر آپ کے ذمے تبیین للناس (تمام لوگوں کو سمجھانا) کا فریضہ عائد کیا گیا۔ جو وسعت نبوت کے علاوہ علو مرتبی پر بھی دال ہے۔ ظاہر ہے کہ ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جب مختلف اوقات میں مختلف حالات میں مختلف اغراض شرعیہ کے تحت مختلف لوگوں کے سامنے ایک ہی مسئلہ اور حکم شرعی بیان فرمائیں گے۔ تو لازمی طور پر آپ کے الفاظ و تعبیرات اور احوال و ظروف کی رعائتیں متنوع اور مختلف ہوں گی۔ یہ اختلاف الفاظ و تعبیرات اور اختلاف احوال و ظروف ہی درحقیقت امت کیلئے مختلف و متنوع احکام کا مرجع اور وجوہ فقہیہ کا منبع و ماخذ ہیں۔ اور یہی وجوہ احکام شرعیہ کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ تو یہ اختلاف الفاظ و تعبیرات ایک ہی معنی و مفہوم کیلئے تبیین و تشریح کہلاتا ہے۔ بالفاظ دیگر اسی کو حدیث و سنت سے موسوم کرتے ہیں۔ اور امت کیلئے واجب التسلیم والعمل ہوتا ہے۔

ائمہ حدیث کے چند اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ روی الخطیب عن حسان بن عطیۃ قال کان جبریل ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالقرآن والسنۃ تفسر القرآن

خطیب بغدادی نے کفایہ میں حضرت حسان بن عطیہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا حضرت جبریل قرآن لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتے تھے۔ اور وہ سنت بھی لاتے تھے جو قرآن کی تفسیر کرتی ہے۔

۲۔ ایک اور سند سے یہی روایت ان الفاظ میں ہے:

کان جبریل ینزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقرآن۔ یعلمہ ایاھا۔ کما یعلمہ القرآن۔

حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے سنت لیکر نازل ہوتے تھے، جیسے قرآن لاتے تھے اور اسی طرح جیسے قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ سنت کی بھی تعلیم دیتے تھے۔

۳۔ حدثنا الفضل بن زیاد قال سمعت احمد بن حنبل وسئل عن الحدیث الذی روی ان السنۃ قاضیۃ علی الکتاب قال ما اجسر علی ھذا ان قولہ ولکن السنۃ تفسر الکتاب و تعرف الکتاب و تبینہ [1]

فضل بن زیاد نے امام احمد بن حنبل سے یہ کہتے ہوئے سنا جبکہ ان سے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا کہ سنت قرآن پر فیصلہ کرنے والی ہے۔ کہ میں یہ تو کہنے کی جرأت نہیں کرتا۔ لیکن یہ کہتا ہوں کہ سنت کتاب اللہ کی تفسیر کرتی ہے۔ اور اسے سمجھاتی اور اسکی تشریح کرتی ہے۔

---

[1] کفایہ ص۱۲

۴۔ اعضاء میں رنگ بھرنے اور بھروانے والی عورتوں پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لعنت کی بنی اسد کی ایک عورت کو یہ خبر پہنچی وہ قرآن پڑھا کرتی تھی، تو وہ آکر کہنے لگی کہ آپ نے کیوں لعنت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ اور اسکی حرمت کتاب اللہ میں بھی موجود ہے۔ وہ کہنے لگی میں نے تو از اوّل تا آخر سب قرآن پڑھا ہے، کہیں اسے نہیں پایا تو حضرت عبداللہ بن مسعود فرمانے لگے کہ اگر تو نے (سمجھ کر) پڑھا ہوتا تو تجھے ضرور مل جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا[1] — اللہ تعالیٰ کا رسول تمہیں جو احکام (و اموال) دیں تو اسے لے لو۔ اور جن چیزوں سے روکیں تو رک جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک قاعدہ سمجھایا کہ جس چیز کی حرمت یا حلت آپ نے بیان فرمائی ہے وہ بھی قطعی حرام یا حلال ہے اور اسے ماننا ضروری ہے۔ اسی آیت کے تحت داخل کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ بھی اللہ کی حرام کردہ ہے۔ اور قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود ہے۔

۵۔ عمران بن حصینؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص کہنے لگا کہ ہمارے سامنے صرف قرآن ہی بیان کیا کرو آپ نے اسے قریب بلا کر کہا کہ اگر تم اور تمہارے ساتھی صرف قرآن ہی کو لے بیٹھیں تو بتاؤ اس میں ظہر کی چار رکعتیں اور عصر کی چار رکعتیں اور مغرب کی تین رکعتیں اور پہلی دونوں قراۃ سورت تفصیلاً پاتے ہو۔ نیز یہ بھی بتاؤ کہ طواف بیت اللہ کے سات چکروں اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کا ذکر پاتے ہو۔ پھر فرمایا اے قوم ہم سے حدیثیں (بھی) سنا کرو۔ بخدا اگر ایسا نہ کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے[2]

۶۔ عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ انسان کھانے پینے کی بہ نسبت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ محتاج ہے۔ اور حدیث قرآن کی تفسیر ہے۔

ایوب سختیانی نے امام اوزاعی سے فرمایا۔ تو جب کسی کو حدیث و سنت سنائیے اور وہ کہے کہ یہ بات چھوڑیئے ہمیں صرف قرآن سناؤ تو آپ جان لیں کہ وہ گمراہ ہے۔ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے[3]

---

[1] بخاری و مسلم ص ۲۰۵/۲۵ [2] کفایہ خطیب ص ۱۵ [3] کفایۃ الخطیب